اولیاء اللہ کے نام کی نذر و نیاز

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی جائز ہے۔مخلوق کے نام پر نذر حرام اور شرک ہے۔اگر کوئی انسان کسی بزرگ یا ولی کے نام پر منت یا نذر کرتا ہے، صالحین اور اولیاء اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے صاحبِ قبر کا تقرب حاصل ہو جائے گا، وہ اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا یا اس کی فریاد رسی یا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی سفارش کرے گا، یا وہ اس کی قبر سے فیض پائے گا۔بلاشک یہ شرک فی العبادت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

(الأنعام 6 : 136)

''انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپائیوں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، پھر بزعمِ خویش کہنے لگے: یہ اللہ کے لیے ہے، اور یہ ہمارے دیوتاؤں کے لیے ہے، پھر ان کے دیوتاؤں کا حصہ تو اللہ کے پاس نہیں پہنچتا، لیکن اللہ کا حصہ ان کے دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں۔''

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة 2: 173)

''اور وہ چیز (بھی حرام ہے) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔''

مزاروں اور آستانوں پہ نذر کے نام پر جاہلانہ رسومات اور نفسانی و حیوانی خواہشات کی تکمیل جس انداز میں ہوتی ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔اس کے باوجود بعض حلقوں سے قبروں پر نذر و نیاز کا جواز پیش کیا جاتا ہے، جناب احمد یار خان نعیمی (1324-1391ھ) لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے، یہ نذر شرعی نہیں، نذر لغوی ہے، جس کے معنیٰ ہیں نذرانہ، جیسے کہ میں اپنے استاذ سے کہوں کہ یہ آپ کی نذر ہے، یہ بالکل جائز ہے۔ اور فقہاء اس کو حرام کہتے ہیں، جو کہ اولیاء کے نام کی نذر شرعی مانی جائے۔ اس لیے فرماتے ہیں تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ۔ نذر شرعی عبادت ہے، وہ غیر اللہ کے لیے ماننا یقیناً کفر ہے۔''

(''جاء الحق'': 307/1)

نذر کی شرعی و لغوی تقسیم کسی اہل سنت امام نے نہیں کی، کیا رسول اللہ ﷺ سے بھی کوئی بزرگ ہستی مخلوق میں موجود ہے؟ اور کیا صحابہ کرام رسولِ اکرم ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں رکھتے تھے، جتنی بعد کے لوگوں کو اپنے بعد والے بزرگوں سے ہے؟ کیا کبھی کسی قبر پرست نے غور کیا کہ اگر غیر اللہ اور فوت شدگان کے نام پر نذر و نیاز جائز ہوتی، تو صحابہ کرام اس کارِ خیر سے کبھی محروم نہ رہتے۔ کوئی شخص صحابہ کرام میں کسی سے بھی ایسا عمل پیش کر سکتا ہے؟

عام لوگوں کا تحفہ اور ہدیہ کے لیے نذرانے کا لفظ استعمال کرنا اس کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ جو لوگ قبروں پر نذر پیش کرتے ہیں اس عقیدے سے پیش کرتے ہیں کہ وہ دافع البلاء ہیں۔ان کے پیش نظر لغوی نہیں، شرعی اور عرفی نذر ہوتی ہے۔تب ہی تو اس کے بارے میں ''نذر اللہ اور نیاز حسین'' کے الفاظ سننے کو ملتے ہیں۔اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ اگر مجھے مقدمہ میں فتح یابی ہوئی یا مرض سے شفا ہوئی یا دشمن زیر ہو گیا یا مجھے اولادِ نرینہ مل گئی یا میرا کاروبار چمک گیا،تو فلاں مزار پر جا کر نذر و نیاز کا لنگر چڑھاؤں گا، ننگے پاؤں جا کر سلام کروں گا،مزار پر ٹاکی باندھوں گا، وغیرہ۔

منصف مزاج دوستوں سے گزارش ہے کہ کیا یہ سب کچھ لغوی نذر و نیاز کے لیے کیا جاتا ہے؟ یہ سب امور تعظیم و تقرب کے نقطۂ نظر سے کیے جاتے ہیں،جس میں نذر ماننے والا اپنے عجز و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔تحفہ و ہدیہ میں ایسی صورت موجود نہیں ہوتی۔

شیخ الاسلام ثانی، عالمِ ربانی، علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

> فَمَا أَسْرَعَ أَهْلُ الشِّرْكِ إِلَى اتِّخَاذِ الْأَوْثَانِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، وَلَوْ كَانَتْ مَا كَانَتْ، وَيَقُولُونَ : إِنَّ هٰذَا الْحجرَ، وَهٰذِهِ الشَّجَرَةَ، وَهٰذِهِ الْعَيْنَ، تَقْبَلُ النَّذَرَ، أَيْ تَقْبَلُ الْعِبَادَةَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَإِنَّ النَّذَرَ عِبَادَةٌ وَّقُرْبَةٌ، يَتَقَرَّبُ بِهَا النَّاذِرُ إِلَى الْمَنْذُورِ لَهٗ .
>
> ''مشرکین اللہ کے سوا کسی بھی چیز کو معبود ٹھہرانے میں کتنے جلد باز واقع ہوئے ہیں۔وہ کہتے ہیں : یہ پتھر، یہ درخت اور یہ شخص نذر و نیاز کے لائق

ہے۔دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ شخص بھی عبادت کے لائق ہے، کیونکہ نذرونیاز عبادت وتقرب ہے،جس کے ذریعے نذر دینے والا کسی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔''

(إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان : 212/1)

علامہ،احمد بن عبد الرحیم،المعروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی(1114-1176ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُمْ يَسْتَعِينُونَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فِي حَوَائِجِهِمْ مِنْ شِفَاءِ الْمَرِيضِ وَغِنَاءِ الْفَقِيرِ، وَيَنْذُرُونَ لَهُمْ، يَتَوَقَّعُونَ إِنْجَاحَ مَقَاصِدِهِمْ بِتِلْكَ النُّذُورِ، وَيَتْلُونَ أَسْمَائَهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، فَأَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِم أَنْ يَّقُولُوا فِي صَلَاتِهِمْ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾(الفاتحة 1 : 5)، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾(الجنّ 72 : 18)، وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ، كَمَا قَالَهُ الْمُفَسِّرُونَ، بَلْ هُوَ الِاسْتِعَانَةُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾(الأنعام 6 : 41).

''مشرکین اپنی حاجات،مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں۔انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذرونیاز کی وجہ سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر نماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحۃ1 : 5)''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے

مدد طلب کرتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجنّ 72 : 18) ''اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔'' اس آیت میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ مراد استعانت ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾ (الأنعام 6 : 41) ''تم سخت مصیبت کے وقت اسی اللہ کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتیں دُور فرماتا ہے۔''

(حجّة اللّٰه البالغة : 185/1، طبعة السلفيّة)

علامہ محمود بن عبداللہ آلوسی (1217-1270ھ) کہتے ہیں:

وَفِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی : ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾(الحجّ 22 : 73)إلخ إِشَارَةٌ إِلٰی ذَمِّ الْغَالِينَ فِي أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی، حَيْثُ يَسْتَغِيثُونَ بِهِمْ فِي الشِّدَّةِ غَافِلِينَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَيَنْذُرُونَ لَهُمُ النُّذُورَ، وَالْعُقَلَاءُ مِنْهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّهُمْ وَسَائِلُنَا إِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، وَإِنَّمَا نَنْذُرُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَجْعَلُ ثَوَابَهٗ لِلْوَلِيِّ، وَلَا يَخْفٰی أَنَّهُمْ فِي دَعْوَاهُمُ الْأُولٰی أَشْبَهُ النَّاسِ بِعَبَدَةِ الْأَصْنَامِ، الْقَائِلِينَ : إِنَّمَا نَعْبُدُهُمْ لِيُقَرِّبُونَا إِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی، وَدَعْوَاهُمُ الثَّانِيَةُ لَا بَأْسَ بِهَا لَوْ لَمْ يَطْلُبُوا مِنْهُمْ بِذٰلِكَ شِفَاءَ مَرِيضِهِمْ أَوْ رَدَّ غَائِبِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِمُ الطَّلَبُ، وَيُرْشِدُ إِلٰی ذٰلِكَ أَنَّهٗ لَوْ قِيلَ : انْذُرُوا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَاجْعَلُوا ثَوَابَهٗ لِوَالِدَيْكُمْ، فَإِنَّهُمْ أَحْوَجُ مِنْ أُولٰئِكَ الْأَوْلِيَاءِ لَمْ يَفْعَلُوا، وَرَأَيْتُ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَسْجُدُ عَلٰی أَعْتَابِ

حَجَرِ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّثْبُتُ التَّصَرُّفَ لَهُمْ جَمِيعًا فِي قُبُورِهِمْ، لٰكِنَّهُمْ مُّتَفَاوِتُونَ فِيهِ حَسَبَ تَفَاوُتِ مَرَاتِبِهِمْ، وَالْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ يَحْصُرُونَ التَّصَرُّفَ فِي الْقُبُورِ فِي أَرْبَعَةٍ أَوْ خَمْسَةٍ، وَإِذَا طُولِبُوا بِالدَّلِيلِ قَالُوا : ثَبَتَ ذٰلِكَ بِالْكَشْفِ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، مَا أَجْهَلَهُمْ وَأَكْثَرَ افْتِرَائَهُمْ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّزْعَمُ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ وَيَتَشَكَّلُونَ بِأَشْكَالَ مُخْتَلِفَةٍ، وَعُلَمَاؤُهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّمَا تَظْهَرُ أَرْوَاحُهُمْ مُّتَشَكَّلَةً وَّتَطُوفُ حَيْثُ شَاءَ تْ، وَرُبَّمَا تَشَكَّلَتْ بِصُورَةِ أَسَدٍ أَوْ غَزَالٍ أَوْ نَحْوَهٗ، وَكُلُّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ لَّا أَصْلَ لَهٗ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكَلَامِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَقَدْ أَفْسَدَ هٰؤُلَاءِ عَلَى النَّاسِ دِينَهُمْ، وَصَارُوا ضِحْكَةً لِّأَهْلِ الْأَدْيَانِ الْمَنْسُوخَةِ فِي الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، وَكَذَا لِأَهْلِ النِّحَلِ وَالدَّهْرِيَّةِ، نَسْأَلُ اللّٰهُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ .

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾(الحج 22 :73) **''اللہ کے علاوہ جنہیں بھی آپ پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔''اس آیت کریمہ میں ان کی مذمت کی گئی ہے، جو اولیاء کے بارے میں غلو کا شکار ہو گئے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر مصیبت میں اولیاء سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے نام پر نذر ونیاز دیتے ہیں۔بعض 'دانشور' تو کہتے ہیں کہ اولیا اللہ کی طرف وسیلہ ہیں، نذر ونیاز ہم اللہ کے لیے دیتے ہیں، البتہ اس کا ثواب اس ولی کو پہنچاتے ہیں۔اس میں شبہ نہیں کہ ان کا پہلا دعوی بت پرستوں جیسا ہے، جو**

کہتے تھے کہ ہم بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔رہا دوسرا دعویٰ تو اس میں کوئی حرج نہ ہوتا اگر وہ بزرگوں سے اپنے مریضوں کے لیے شفاء اور غائب ہونے والوں کی واپسی وغیرہ کا مطالبہ نہ کرتے[حالانکہ شرعاً یہ بھی ناجائز ہے۔ناقل]۔ان کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بزرگوں سے مانگنے کے لیے ان کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں۔اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نام کی نذرونیاز دو اور اس کا ثواب (اولیا) کی بجائے اپنے والدین کو پہنچاؤ، کیونکہ تمہارے والدین ان اولیا سے بڑھ کر ثواب کے محتاج ہیں،تو ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے،[اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا مقصد بزرگوں سے مانگنا ہی ہوتا ہے]۔میں نے بہت سے مشرکین کو دیکھا جو اولیا کی قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔بعض مشرکین تو سب اولیاء کے لیے ان کی قبروں میں تصرف (قدرت) بھی ثابت کرتے ہیں،البتہ مراتب کے اعتبار سے یہ تصرف مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ان مشرکین کے 'اہل علم' قبروں میں اولیاء کے لیے چار یا پانچ قسم کا تصرف ثابت کرتے ہیں،لیکن جب ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ چیز کشف سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد کرے،یہ کتنے جاہل اور جھوٹے ہیں!بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اولیاء اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں،جبکہ ان کے 'اہل علم' کا کہنا ہے کہ اولیاء کی صرف روحیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ان کے بقول

بسا اوقات اولیاء کی روحیں شیر، ہرن وغیرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں، کتاب وسنت اور اسلافِ امت کے کلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔انہوں نے (سادہ لوح)لوگوں کا دین بھی برباد کر دیا ہے۔ایسے لوگ یہود و نصاریٰ، دیگر ادیانِ باطلہ کے پیروکاروں اور بے دین لوگوں کے سامنے مذاق بن گئے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے (دین و دنیا کی)عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔''

(روح المعاني :2/212-213)

نیز فرماتے ہیں:

وَمِنْ أُولٰئِكَ عَبَدَةُ الْقُبُورِ، النَّاذِرُونَ لَهَا، الْمُعْتَقِدُونَ لِلنَّفْعِ وَالضَّرِّ، مِمَّنِ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِحَالِهِ فِيهَا، وَهُمُ الْيَوْمَ أَكْثَرُ مِنَ الدُّودِ.

''ان میں سے بعض وہ ہیں جو قبروں کے پجاری ہیں،ان پر نذر و نیاز دیتے ہیں اور ان سے نفع ونقصان کا اعتقاد رکھتے ہیں جن کی اپنی حالت اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے۔موجودہ دور میں ایسے مشرکین کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔''

(روح المعاني : 17/67)

علامہ محمد بن علی حصکفی (1021-1088ھ) اپنے اکثر عوام کی اصلاح میں لکھتے ہیں:

وَاعْلَمْ أَنَّ النَّذَرَ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ، وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا

إِلَيْهِمْ، فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ .

''معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر عوام جو مُردوں کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں اور جو رقوم، چراغ اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر تقرب کی نیت سے لائے جاتے ہیں، وہ بالا جماع باطل اور حرام ہیں۔''

(الدرّ المختار، ص : 155، ردّ المحتار : 439/2)

ابن عابدین شامی (1198-1252ھ) اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں :

كَأَنْ يَّقُولَ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ ! إِنْ رُّدَّ غَائِبِي أَوْ عُوفِيَ مَرِيضِي أَوْ قُضِيَتْ حَاجَتِي، فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْفِضَّةِ أَوْ مِنَ الطَّعَامِ أَوِ الشَّمْعِ أَوِ الزَّيْتِ كَذَا، (قَوْلُهٗ : بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ) لِوُجُوهٍ : مِنْهَا أَنَّهٗ نَذَرَ لِمَخْلُوقٍ، وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوقِ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّهٗ عِبَادَةٌ، وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُونُ لِمَخْلُوقٍ، وَمِنْهَا أَنَّ الْمَنْذُورَ لَهٗ مَيِّتٌ، وَالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ، وَمِنْهُ أَنَّهٗ ظَنَّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْأُمُورِ دُونَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَاعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ .

''اولیا کے لیے نذر ونیاز کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی کہے : اے میرے فلاں پیر! اگر میرا غائب رشتہ دار واپس آ گیا، میرا مریض شفایاب ہو گیا یا میرا کام ہو گیا تو اتنا سونا، اتنی چاندی، اتنا کھانا، چراغ یا اتنا تیل آپ کی نذر کروں گا۔ یہ نذر ونیاز کئی وجوہ سے باطل اور حرام ہے : ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر ونیاز ہے، حالانکہ نذر ونیاز عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ جس کے نام کی نذر ونیاز دی جا رہی ہوتی ہے، وہ مُردہ ہوتا ہے اور مُردہ کسی چیز کا مالک نہیں بن

سکتا۔ تیسری وجہ یہ کہ نذر و نیاز دینے والا اللہ کو چھوڑ کر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ولی امور میں تصرف کرسکتا ہے، اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔''

(ردّ المحتار المعروف به الفتاوی الشامي : 439/2)

قاسم بن قطلو بغا (802-879ھ) لکھتے ہیں :

فَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَغَيْرِهَا، وَيُنْتَقَلُ إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، مُحَرَّمٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''جو رقوم، شمعیں اور تیل وغیرہ اولیاء کی قبروں پر ان کے تقرب کے لیے لائی جاتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(البحر الرائق لابن نجيم : 298/2، الفتاوی الهنديّة المعروف به فتاوی عالمگیری : 216/1، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص : 378)

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے :

وَالنَّذْرُ الَّذِي يَقَعُ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِأَنْ يَأْتِيَ إِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ، وَيَرْفَعَ سِتْرَهٗ قَائِلًا : يَا سَيِّدِي فُلَانٌ ! إِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِي فَلَكَ مِنِّي مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا، بَاطِلٌ إِجْمَاعًا .

''اکثر عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کسی نیک شخص کی قبر پر آ کر یوں فریاد کرتے ہیں: اے میرے فلاں پیر! اگر تُو میری یہ ضرورت پوری کر دے تو میری طرف سے اتنا سونا تیری نذر۔ یہ اجماعی طور پر حرام ہے۔''

(الفتاوی الهنديّة المعروف به فتاویٰ عالمگیری : 216/1)

علامہ برکوی، علامہ ابوشامہ (م:665ھ) سے نقل کرتے ہیں :

ثُمَّ يَتَجَاوَزُونَ هٰذَا إِلٰى أَنْ يُّعَظِّمَ وَقْعَ تِلْكَ الْأَمَاكِنِ فِي قُلُوبِهِمْ، فَيُعَظِّمُونَهَا، وَيَرْجُونَ الشِّفَاءَ لِمَرْضَاهُمْ وَقَضَاءَ حَوَائِجِهِمْ، بِالنَّذْرِ لَهُمْ، وَهِيَ مِنْ بَيْنِ عُيُونٍ وَّشَجَرٍ وَّحَائِطٍ وَّحَجَرٍ .

''پھر یہ مشرکین اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور اپنے دلوں میں ان مقامات کی تعظیم بٹھا لیتے ہیں۔وہ ان جگہوں کی تعظیم بھی کرتے ہیں اور ان پر نذرونیاز چڑھا کر اپنے بیماروں کی شفا اور اپنی حاجات کی برآوری کی امید بھی کرتے ہیں۔ایسی جگہیں درختوں، پتھروں، باغات اور چشموں پر واقع ہوتی ہیں۔''

(زيارة القبور، ص : 546-547، طبعة الكرديّة، وفي نسخة دار الإفتاء، ص : 52)

ایک تاویل اور اس کا جواب :

قارئین ! اہل سنت کے علمائے کرام، کتب ِفقہ اور فقہائے احناف کے اقوال کی روشنی میں آپ نے بزرگوں کے نام کی نذرونیاز کا حرام اور شرک ہونا ملاحظہ فرما لیا۔اتنی وضاحت وصراحت کے باوجود بعض ناعاقبت اندیش اس نذرونیاز کو جائز ثابت کرنے کے خواہاں ہیں، ملاحظہ کیجیے :

''کوئی کہتا ہے کہ یا حضور غوث پاک! آپ دُعا کریں، اگر میرا مریض اچھا ہو گیا، تو میں آپ کے نام کی دیگ پکاؤں گا۔اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ میرے خدا ہیں، اس مریض کے اچھا ہونے پر میں آپ کی یہ عبادت کروں گا، بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں پلاؤ کا صدقہ کروں گا اللہ کے لیے۔اس پر جو ثواب ملے گا، آپ کو بخشوں گا، جیسے کوئی شخص کسی طبیب سے

کہے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا تو پچاس روپیہ آپ کی نذر کروں گا۔''

(«جاء الحق» : 307/1)

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب اس کا جواب کچھ یوں دیتے ہیں :

''آج کل جس طرح اَن پڑھ عوام اپنی حاجات میں اولیاء اللہ کی نذریں اور منتیں مانتے ہیں اور حاجات پوری ہونے کے بعد مزارات پر نذریں پیش کرتے ہیں۔اور بعض لوگ اس کو لغوی نذر کہہ کر سندِ جواز پیش کرتے ہیں،اس کا قرآنِ مجید،احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔کتبِ فتاویٰ میں اس نذر کو حرام کہا گیا ہے۔یہ ایک خالص فقہی مسئلہ ہے۔اس میں کتبِ فقہیہ کو چھوڑ کر بعض غیر معصوم اور غیر معروف صوفیوں کے اقوال اور احوال سے استدلال کرنا کوئی فقاہت نہیں ہے، بلکہ عدل و انصاف سے بعید ہے۔''

(شرح صحیح مسلم : 543/4)

سعیدی صاحب نے واضح الفاظ میں بتایا کہ قرآن وسنت،افعالِ صحابہ کرام اور فقہ حنفی کے رُو سے بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز حرام ہے۔

غور وفکر کا مقام ہے کہ جن افعال پر قرآن وحدیث نے کوئی نص قائم نہیں کی اور جن سے سلف صالحین، یعنی صحابہ وتابعین بے خبر تھے، انہیں شرعی جواز فراہم کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینا اہل بدعت اور اہل شرک کا وطیرہ ہے، اہل سنت اور اہل حق نہ ایسا کرتے تھے، نہ کرتے ہیں اور نہ کریں گے۔عام لوگ جب شیخ عبد القادر جیلانی کے نام کی گیارہویں دیتے ہیں،ان کے قصد ونیت میں ان کی

نیاز پیش کرنا ہی ہوتا ہے۔اگر کوئی کہتا ہے کہ میں فلاں بزرگ کے نام کی دیگ پکاؤں گا تو اس کا واضح مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کے نام کی نذر ونیاز دے گا اور نذر ونیاز عبادت ہے، جو غیر اللہ کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے۔

جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ایک طبیب کو علاج معالجہ پر اجرت دینے اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی نیاز دینے میں کوئی فرق نہیں۔ان سے گزارش ہے کیا کبھی کسی نے طبیب کے نام پر دیگ پکائی اور صدقہ کر کے اس کا ثواب طبیب کو پہنچایا؟

مُردوں کا تصرف!

ایک باطل اعتقاد یہ بھی ہے کہ مُردے سنتے، دیکھتے، اُمور میں تصرف کرتے، غیب جانتے، دعائیں سنتے اورنوازتے ہیں۔

احمد رضا خان صاحب(1272-1340ھ) کہتے ہیں:

''سیدی عبد الوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔وہ آپ کو پسند آئی۔جب مزار شریف میں حاضر ہوئے تو صاحبِ مزار نے ارشاد فرمایا: عبد الوہاب! وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کیا: ہاں! شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔ارشاد فرمایا: اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزارِ اقدس کی نذر کی، خادم کو ارشاد ہوا۔انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔(صاحبِ مزار نے) ارشاد فرمایا: اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں

حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔''

(ملفوظات احمد رضا، ص: 275-276)

اسے بھی نذر لغوی قرار دے کر بدکاری کو عام کرنے میں مدد ومعاون بننا چاہیں گے؟ مذکورہ تمام چیزیں شریعت محمدیہ کے خلاف ہیں، مثلاً:

① اہل قبور سے گفتگو ہونا۔

② اہل قبور دلوں کے بھید سے واقف ہیں۔

③ قبروں والے امور دنیا سرانجام دیتے ہیں۔

یہ عقائد قرآن، حدیث اور اہل سنت کے سخت مخالف تو ہیں ہی، ان سے فحاشی اور عریانی جیسے ''امور خیر'' بھی سرانجام دیے جاتے ہیں، رہے نام اللہ کا۔

ایک اور تاویل!

احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''شامی (2/439) نے کتاب الصوم، بحث اموات میں اس طرح بیان فرمایا: «بِأَنْ تَكُونَ صِيغَةُ النَّذْرِ لِلّٰهِ تَعَالٰى لِلتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ، وَيَكُونَ ذِكْرُ الشَّيْخِ مُرَادًا بِهِ فُقَرَائُهُ». 'صیغہ نذر کا اللہ کی عبادت کے لیے ہو اور شیخ کی قبر پر رہنے والے فقراء اس کا مصرف ہوں۔' یہ محض جائز ہے تو یوں سمجھو کہ یہ صدقہ اللہ کے لیے، اس کے ثواب کا ہدیہ روحِ شیخ کے لیے، اس صدقہ کا مصرف مزارِ بزرگ کے خدام فقراء جیسے کہ حضرت مریم کی والدہ نے مانی تھی کہ اپنے پیٹ کا بچہ خدایا تیرے لیے نذر کرتی ہوں، جو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہوگا۔ نذر اللہ کی اور مصرف بیت المقدس۔''

(«جاء الحق» : 307/1)

کہاں وہ نذر جو سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی اور قرآنِ کریم نے بطور مدح اس کا ذکر کیا اور کہاں مُردوں کے نام کی وہ نذر و نیاز جو قرآن وسنت، اجماعِ امت، فقہائے احناف اور سب مسلمانوں کے نزدیک باطل اور حرام ہے۔سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ نے جو نذر مانی تھی کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے، میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔انہوں نے یہ نذر پوری کی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ﴾ (آل عمران 3 : 37)

''چنانچہ اس کے ربّ نے اسے بہت اچھی طرح قبول فرما لیا۔''

ع دل صاحب ادراک سے انصاف طلب ہے۔

قبروں پر نذرونیاز اور حدیثِ نبوي:

رہا اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مان کر اسے قبروں کے پجاریوں پر خرچ کرنا، تو یہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِّنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ ؟» قَالُوا : لَا، قَالَ : «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِهِمْ ؟»، قَالُوا : لَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ».

''رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں ایک شخص نے ''بُوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا: میں نے''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کے استہانوں میں سے کوئی استہان تھا،جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا:نہیں۔فرمایا : کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا:نہیں۔فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر پوری کرنا جائز نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3313، المعجم الكبير للطبراني : 75/2،76، ح : 340، وسندہٗ صحيحٌ)

سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ ؟ .

''کیا اس جگہ کوئی بت یا جاہلیت کے میلوں میں سے کوئی میلہ تھا؟''

(سنن أبي داوٗد : 3315، وسندہٗ حسنٌ)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابیہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، مَكَانٌ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ «لِصَنَمٍ ؟»، قَالَتْ : لَا، قَالَ «لِوَثَنٍ ؟»، قَالَتْ : لَا، قَالَ : «أَوْفِي بِنَذْرِكِ» .

''میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔اس جگہ اہل

جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔فرمایا: کسی مُورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندہٗ حسنٌ)

معلوم ہوا کہ جن مقامات پر شرک اور کفر ہوتا ہو، وہاں جائز نذر پوری کرنا بھی ممنوع اور حرام ہو جاتا ہے، بلکہ شرک تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ان احادیث میں کسی جگہ نذر کو پورا کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے دو سوال پوچھے:

① کیا وہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے؟

② کیا وہاں مشرکوں کا سالانہ اکٹھ یا میلہ ہوتا ہے؟

دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ملنے پر آپ ﷺ نے وہاں نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔اگر ایک سوال کا جواب بھی اثبات میں مل جاتا تو اجازت نہیں ملنی تھی، کیونکہ ایسا کرنا آپ ﷺ کی زبانی اللہ کی نافرمانی ہے۔کسی جگہ نذر پوری کرنے کے لئے یہی نبوی ضابطہ آج بھی برقرار ہے۔

اگر مان جائے کہبعض حضرات بزرگوں کی قبروں پر جو نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اسے بزرگوں کی بجائے اللہ ہی کے نام کرتے ہیں، تو ایسا کرنا بھی شریعتِ اسلامیہ میں حرام اور ممنوع ہے، چہ جائیکہ ان کی نیت ہی غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الذَّبْحَ بِمَكَانِ عِيدِهِمْ وَمَحَلِّ أَوْثَانِهِمْ مَعْصِيَةُ اللّٰهِ .

''معلوم ہوا کہ مشرکین کی میلہ گاہوں اور ان کے استھانوں پر جانور ذبح

کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم: 495/1)

نیز فرماتے ہیں:

وَإِذَا كَانَ تَخْصِيْصُ بُقْعَةِ عِيدِهِمْ مَحْذُورًا، فَكَيْفَ بِنَفْسِ عِيدِهِمْ ؟

''جب مشرکین کے میلے کی جگہ پر جانور ذبح کرنا ممنوع ہے، تو خاص ان کے میلے میں جانور ذبح کرنا کیسے جائز ہو گیا؟''

(أيضًا: 497/1)

تنبیہ ① :

احمد یار خان نعیمی صاحب نے مذکورۃ الصدر حدیث یوں ذکر کی ہے:

''مشکوٰۃ باب النذور میں ہے کہ کسی نے نذر مانی تھی کہ میں بوانہ مقام میں اونٹ ذبح کروں گا، تو فرمایا گیا کہ اگر کوئی وہاں بت وغیرہ نہ ہو، تو نذر پوری کرو۔''

(«جاء الحق»: 308/1)

یعنی میلے کے الفاظ ذکر نہیں کئے، جو کہ اہل علم کے شایاں نہیں۔

تنبیہ ② :

مفتی صاحب نے ایک حدیث یوں لکھی ہے:

''ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لیے تیل بھیجوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نذر کو پورا کرو۔''

(«جاء الحق»: 308-307/1)

لیکن یہ روایت ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں۔مفتی صاحب تو اب دنیا میں رہے نہیں کہ ان سے پوچھیں، ان کے حلقہ احباب سے البتہ گزارش کی جاسکتی ہے کہ یہ حدیث کہاں ہے، اگر ملے تو مطلع کیجئے گا۔

آخر میں ایک گزارش بصد احترام کیا چاہتے ہیں کہ تقرب الٰہی کے لئے قبروں پر نذرو نیاز کو جائز قرار دینے سے قبر پرستی جیسی بہت سی خرابیاں جنم لے سکتی ہیں، جن کی مثالیں ہمارے معاشرے میں جابجا مل جائیں گی۔لہٰذا الحذر!

نذر کی لغوی، عُرفی اور شرعی تقسیم!

نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور علیہ السلام جنگِ اُحد سے بخیریت واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی۔یہ نذر بھی عُرفی تھی نہ کہ شرعی،یعنی حضور کی خدمت میں خوشی کا نذرانہ۔غرضیکہ لفظِ نذر کے دو معنیٰ ہیں؛ لغوی اور شرعی۔لغوی معنیٰ سے نذر بزرگانِ دین کے لیے جائز ہے،بمعنیٰ نذرانہ۔جیسے طواف کے دو معنیٰ ہیں؛ لغوی معنیٰ اس کے پاس گھومنا اور شرعی رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ 'پرانے گھر کا طواف کریں'۔یہاں طواف شرعی معنیٰ میں ہے اور فرماتا ہے: ﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ آنٍ﴾ یہاں طواف بمعنیٰ لغوی ہے۔آنا، جانا، گھومنا۔''

(«جاء الحق»: 308/1)

اس حدیث میں کسی سیاہ رنگ کی لونڈی کی طرف سے یہ نذر ماننے کا ذکر

ہے،لیکن نعیمی صاحب نے اس کا ترجمہ ''بعض بیویوں'' کر دیا ہے۔اس حدیث کے الفاظ [بَعْض مَغَازِيهِ] کا ترجمہ ''جنگِ اُحد'' کرنا بھی غلط ہے۔

یہ روایت سنن ترمذی، مسند احمد وغیرہ میں آتی ہے۔اسے ذکر کر کے امام بیہقی رحمہ اللہ (384-458ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذَا لِأَنَّهٗ أَمْرٌ مُّبَاحٌ، وَفِيهِ إِظْهَارُ الْفَرَحِ بِظُهُورِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُجُوعِهٖ سَالِمًا، فَأَذِنَ لَهَا فِي الْوَفَاءِ بِنَذْرِهَا، وَإِنْ لَّمْ يَجِبْ.

''آپ ﷺ نے اس نذر کو پورا کرنے کی اجازت اس لیے دی کہ یہ ایک جائز کام تھا۔اس سے مقصود رسول اللہ ﷺ کی جیت اور صحیح و سلامت واپسی پر خوشی کا اظہار تھا۔ یہ نذر پوری کرنا اگرچہ ضروری نہیں تھا، لیکن آپ ﷺ نے اسے پورا کرنے کی اجازت دے دی۔''

(السنن الصغير، تحت الحديث : 3209، السنن الكبرٰى للبيهقي : 77/10)

شرعاً جائز نذر کو لغوی نذر قرار دے کر ناجائز اور حرام نذر کو جائز قرار دینا ظلم ہے۔

حدیث کے بارے میں محدثین کا فہم معتبر ہے۔ صحابیہ کا مقصد یہ تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ صحیح و سلامت اور مظفر و منصور واپس لوٹیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ جلیلہ پر نبی اکرم ﷺ کے سامنے دَف بجا کر خوشی کا اظہار کروں گی۔اس کا اولیاء اللہ کے نام کی نذر و نیاز اور منت سے کیا تعلق؟ اس حدیث سے ''حضور کی خدمت میں خوشی کا نذرانہ'' ثابت کرنا کوتاہ فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

طواف کو لغوی و شرعی میں تقسیم اگر کریں گے تو کل کلاں لغوی رکوع، لغوی سجدہ،

لغوی نماز اور حج بھی مخلوق خدا کے ہاتھوں تخلیق ہو جائے گا، دلیل وہی ہوگی جو لغوی طواف کے لئے دی جاتی ہے۔

ممتاز اہل حدیث عالم، خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ (م:1997ء) فرماتے ہیں:

''مفتی صاحب کا یہ استدلال تب درست ہوسکتا ہے، اگر اولاً وہ یہ ثابت کر دیں کہ زندہ یا مردہ اولیاء کرام کی قبروں کا طواف لغوی معنوں میں جائز ہے یا لغوی معنوں میں انہیں سجدہ جائز ہے۔مفتی صاحب نے لغوی لغوی کی رَٹ لگا رکھی ہے۔ بریلویوں کو چاہیے کہ اپنے عوام کو بتلا دیں کہ ان کے مذہب کا سارا تانا بانا لغوی ہے،شرعی نہیں۔عبادات اور شرعی اصطلاحات کو لغوی معنیٰ پہنا کر غیر اللہ کے لیے جائز کر دینے کو مذہبی تخریب کاری کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ یہ دین کی خدمت نہیں، ہندوانہ سازش ہے۔''

(معرکہ حق و باطل، ص: 635)

جناب غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے وقت اولیاء اللہ کی نذر اس طرح مانے ؛'اے داتا! اگر تو نے میری یہ حاجت پوری کر دی تو میں تیرے لیے ایک بکرا پیش کروں گا۔' تو یہ نذر جائز ہے، کیونکہ یہ نذر لغوی ہے۔اور جو نذر غیر اللہ کی حرام ہے، وہ نذرِ فقہی یا نذرِ شرعی ہے۔اور نذرِ لغوی اور نذرِ شرعی میں ان لوگوں کے نزدیک صرف یہ فرق ہے کہ نذرِ شرعی میں اللہ کی نذر مانی جاتی ہے اور نذرِ لغوی میں اولیاء اللہ کی نذر مانی جاتی ہے۔لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس طرح غیر اللہ کے لیے

سجدہ،طواف،روزہ اور دیگر عبادات بھی جائز ہو جائیں گی،مثلاً کوئی شخص کسی ولی کوسجدہ کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی سجدہ ہے،کوئی شخص کسی ولی کی قبر کا طواف کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی طواف ہے اور کوئی شخص کسی ولی کے لیے روزے رکھے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی روزہ ہے اور اسی طرح لغت کے سہارے غیر اللہ کے لیے تمام عبادات کا دروازہ کھل جائے گا،کیونکہ جس طرح نذر بالاتفاق عبادت ہے،لیکن لغوی نذر غیراللہ کے لیے شرعاً مانی جاسکتی ہے،تو اسی طرح غیر اللہ کے لیے لغوی نماز پڑھی جاسکتی ہے،غیراللہ کے لیے لغوی روزے رکھے جاسکتے ہیں اور لغوی حج کیے جاسکتے ہیں۔علی ہذا القیاس!''

(شرح صحیح مسلم : 4/541-542)

عجیب استدلال !

نعیمی صاحب لکھتے ہیں :

''دیکھو! غیراللہ کی قسم کھانا شرعاً منع ہے اور خود قرآنِ کریم اور نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسمیں کھائیں؛ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ * وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ﴾ وغیرہ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا : «أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ» (اس کے باپ کی قسم! وہ کامیاب ہوگیا)۔مطلب یہی ہے کہ شرعی قسم جس پر احکامِ قسم کفارہ وغیرہ جاری ہو،وہ خدا کے سوا کسی کی نہ کھائی جاوے،مگر لغوی قسم جو محض تاکیدِ کلام کے لیے ہو،وہ جائز۔یہی نذر کا حال ہے۔''

(«جاء الحق» : 1/307)

سعیدی صاحب اس کا جواب دیتے ہیں اور کیا خوب دیتے ہیں :

''یہ دلیل متعدد وجود سے صحیح نہیں ہے۔پہلی وجہ یہ ہے کہ چونکہ غیر اللہ کے لیےقسم کا ذکر قرآن اور حدیث میں آ گیا،اس لیے اس میں تاویل کی ضرورت ہے اور غیر اللہ کے لیے نذر ماننے کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے،اس لیےاس کو تاویل سے غیراللہ کے لیے جائز کرنے کی کیا ضرورت ہے؟''

(شرح صحیح مسلم : 542/4)

❀❀❀❀❀❀❀